۳۷

امراء و پریذیڈنٹوں کے فرائض

(فرمودہ ۱۳/ جنوری ۱۹۲۸ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

میں نے اس جلسہ سالانہ کی تقریروں میں جماعتوں کے امراء، پریذیڈنٹوں اور سیکرٹریوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی کہ وہ جماعت کی ہر پہلو سے نگہداشت کرنے پر زیادہ توجہ دیا کریں اور جماعت کی حالت کی اصلاح کریں اور درحقیقت ایک مقامی امیر کی ضرورت اور حقیقی ضرورت یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنی مقامی جماعت کی تربیت کا خیال رکھے۔ علاوہ اس کے ہماری جماعت کے قیام کی غرض چونکہ تعلق باللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ کا زریں اصل جس مذہب نے قائم کیا ہے اسے دنیا میں پھیلانا ہے اس لئے بھی ہماری جماعت کے افراد کی دوسروں کی نسبت تربیت زیادہ ضروری ہے۔ اور ہمیں اس کی طرف خاص توجہ دینے کی دو وجہ سے ضرورت ہے۔ اول تو اس لئے کہ یہ ہمارا فرض ہے اور ہمیں اس کو پورا کرنا چاہئے دوسرے اس لئے بھی کہ ہمارے لئے اس کے راستہ میں زیادہ مشکلات ہیں۔ دوسری اقوام کو تربیت کے لئے جتھے اور اپنی تعداد کا جو فائدہ حاصل ہے وہ ہماری جماعت کو نہیں۔ وہ لوگ سینکڑوں ہزاروں سال سے ایک سِلک میں منسلک چلے آرہے ہیں اور ان کے ہم قوم ان کی آواز کو حقارت سے نہیں دیکھ سکتے۔ ایک ہندو کے لئے یہ نہایت ہی مشکل ہے کہ وہ ہندو رہ کر ہندو تمدن اور ہندو رسوم کا مقابلہ کرے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ وہ تبدیلِ مذہب کرلے لیکن ہندو رہ کر اگر وہ ہندو تمدن کی مخالفت کرے تو وہ ہندوؤں میں نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح ایک مسلمان کے لئے بہت مشکل ہے کہ وہ مسلمان بھی رہے اور اپنی قوم کی آواز پر کان نہ دھرے۔ گو مسلمانوں میں بدقسمتی سے قومیت کا مادہ بہت کم ہے جس کی وجہ سے قومی آواز کو ٹھکرانے والے زیادہ

پائے جاتے ہیں۔ میں اس وقت وہ وجوہ بیان کرنے کے لئے کھڑا نہیں ہؤا جن کی وجہ سے مسلمانوں کی یہ حالت ہے مگر اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں میں ایسے لوگ بہت زیادہ ہیں۔ پھر ایک عیسائی کے لئے عیسائی برادری کے خلاف چلنا آسان نہیں۔ غرض ان قوموں میں رشتہ داریوں اور تعلقات کا جال اس طرح پھیلا ہؤا ہے کہ کسی کے لئے اس سے نکلنا نہایت ہی مشکل ہوتا ہے۔ مگر ہمارے معاملہ میں یہ حالت نہیں۔ ہماری جماعت بالکل نئی جماعت ہے۔ تعداد ابھی تھوڑی ہے اور پھر یہ کوئی نیا مذہب بھی نہیں اسلام کو ہی از سرنو قائم کرنے کا نام احمدیت ہے۔ اس وجہ سے اس کی ظاہری عبادات میں اور دوسرے فرقوں کی ظاہری عبادات میں کوئی فرق نہیں نظر آتا۔ دوسروں کی طرح ہی احمدی نماز پڑھتا ہے' روزہ رکھتا ہے' حج کرتا ہے' زکوٰۃ دیتا ہے۔ اور اگر کوئی فرق ہے تو ایسا ہی ہے جیسا کہ مسلمانوں میں عام طور پر پایا جاتا ہے اس لئے احمدی کے لئے دوسروں کے ساتھ میل جول میں کوئی دقت نہیں پیش آتی۔ اول تو کسی بڑے شہر میں ۳۰ یا ۴۰ آدمیوں کی ایک جماعت کی ہستی ہی کیا ہے۔ لیکن اگر کوئی قومی معاملات میں بغاوت کرے۔ اور کہے میں تمہارے ساتھ تعلق نہیں رکھتا تو اس کو ڈر کیا ہے۔ اگر کوئی احمدی کسی سے بدمعاملگی کرتا ہے جماعت اس کو روکتی ہے اور کہتی ہے وہ ایسا نہ کرے تو وہ انکار کر دیتا ہے اور کہتا ہے میں تم سے تعلق نہیں رکھتا تو جماعت اس کا کیا بگاڑ سکتی ہے۔ اس کے لین دین کے تعلقات' رشتہ داریاں دوسروں سے ہوتی ہیں اس لئے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ پس ہمارے لئے بہت سی مشکلات ہیں کیونکہ جو کام دوسرے لوگ محض قومی دباؤ سے لے لیتے ہیں۔ اس کے لئے ہمیں قومی دباؤ کے علاوہ تدبر' نرمی اور کئی دوسرے ذرائع سے کام لینے کی ضرورت ہوتی ہے اور کئی راہیں اختیار کرنی پڑتی ہیں۔ پس ہمارے امیروں وغیرہ کو یہ خیال بھی ہونا چاہئے کہ ہمارا کام دوسروں کی نسبت بہت مشکل ہے اس لئے ہمیں بیداری کی بھی زیادہ ضرورت ہے مگر دیکھا یہ جاتا ہے کہ ہماری جماعتوں کے امراء اور پریذیڈنٹ ابھی تک اس کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔ وہ صرف اتنا فرض سمجھتے ہیں کہ کسی میٹنگ میں آکر رائے دے دی۔ جماعت کی اصلاح' لڑائی جھگڑا' فتنہ فساد کا انسداد' جماعت کے اخلاق کی نگرانی' جماعت کے بچوں کی تربیت کا خیال رکھنا اپنا فرض نہیں سمجھتے۔ اس کے لئے کہتے ہیں قادیان سے واعظ آنے چاہئیں۔ مگر وہ یہ نہیں سمجھتے کہ واعظ کا کام تو حق بتانا ہوتا ہے آگے کوئی حق ادا کرتا ہے یا نہیں یہ دیکھنا امیر کا کام ہے۔ واعظ کی حیثیت ایسی ہوتی ہے جیسے قانون بیان کرنے والے کی۔ ایک

وکیل قانون بتاتا ہے مگر اس پر عمل کرانا پولیس کا کام ہے۔ واعظ کا کام تو اتنا بتانا ہے کہ اسلام نے یہ یہ حقوق رکھے ہیں آگے سیکرٹریوں' پریذیڈنٹوں اور امیروں کا کام ہے کہ وہ دیکھیں ان حقوق اور فرائض کے مطابق لوگ زندگی بسر کرتے ہیں یا نہیں۔ پس اصل نقص یہی ہے کہ امیروں' پریذیڈنٹوں اور سیکرٹریوں نے ابھی تک اپنی ذمہ داریوں کو سمجھا نہیں۔ حالانکہ سب سے پہلا فرض ان کا یہ ہے کہ دیکھتے رہیں لوگ حقوق العباد ادا کرتے ہیں یا نہیں۔ جس طرح وہ مالی حالت کے متعلق دیکھتے ہیں کہ لوگ چندے باقاعدہ ادا کرتے ہیں یا نہیں اسی طرح انہیں یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ دوسرے مذہبی فرائض بھی ادا کرتے ہیں یا نہیں۔ جس طرح وہ یہ دیکھتے ہیں کہ لوگ سلسلہ کی محبت میں ترقی کر رہے ہیں یا نہیں اسی طرح انہیں یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ لوگ اولاد کی نگہداشت کرتے ہیں یا نہیں' نماز باجماعت ادا کرتے ہیں یا نہیں' معاملات میں صفائی رکھتے ہیں یا نہیں' وعدہ خلافی اور بد معاملگی تو نہیں کرتے۔ کسی کا روپیہ تو نہیں کھا جاتے کیونکہ جب تک تمام پہلوؤں کے لحاظ سے جماعت ممتاز نہ ہو جائے اور ہر رنگ میں جماعت تکمیل کو نہ پہنچ جائے اس وقت تک ایک قومی کیریکٹر اور ایسا کیریکٹر قائم نہیں ہو سکتا جس کو دیکھ کر لوگ محسوس کریں کہ یہ فلاں قوم ہے۔ اور جب تک ایسا ممتاز کیریکٹر نہ قائم ہو جائے اس وقت تک عمل سے لوگوں کو ہم اپنی طرف نہیں کھینچ سکتے۔ صرف زبان سے کھینچ سکتے ہیں مگر زبان کا کھینچا ہؤا کبھی مفید نہیں ہو سکتا کیونکہ دلیل سے عقل کو تسلی دی جا سکتی ہے نفس کو تسلی نہیں دی جا سکتی نفس مشاہدہ چاہتا ہے۔ کسی کو دلیل سے یہ تو بتا سکتے ہیں کہ جھوٹ برا ہے مگر اس سے وہ جھوٹ کو چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہو جائیگا۔ بہت سے لوگ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ جھوٹ برا ہے مگر باوجود اس کے جھوٹ بولتے ہیں۔ اسی طرح چوری ہے اس کے متعلق دلائل سے یہ تو منوا سکتے ہیں کہ چوری برا فعل ہے مگر اس طرح چوری کرنا چھڑا نہیں سکتے۔ کئی لوگ چوری کو برا سمجھتے ہیں مگر اس کے ارتکاب سے باز نہیں رہتے۔ اس قسم کی باتیں جس طرح چھڑائی جا سکتی ہیں وہ عملی پہلو ہے اگر ہم عملی طور پر ایسے لوگوں کی مدد کریں اور انہیں بتائیں کہ کس طرح ایسی باتوں کو چھوڑا جا سکتا ہے تب وہ چھوڑیں گے۔

اس کا بہترین طریق یہی ہے کہ امراء اور پریذیڈنٹ اپنی اپنی جماعتوں میں قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں کا درس دیں۔ یہ محض وعظ نہیں ہوگا کیونکہ یہ اپنے اندر مشاہدہ رکھتا ہے۔ قرآن کریم وعظ نہیں بلکہ وہ مشاہدات پر حاوی ہے اسی طرح

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب مشاہدات پر مبنی اور مشاہدات پر حاوی ہیں۔ایک عام واعظ تو یہ کہتا ہے کہ قرآن کریم میں اور حادیث میں یہ لکھا ہے مگر خدا تعالیٰ کے انبیاء یہ نہیں کہتے کہ فلاں جگہ یہ لکھا ہے بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے دل پر یہ لکھا ہے۔ہماری زبان پر یہ لکھا ہے۔ان کا وعظ ان کی سوانح عمری ہوتا ہے اس لئے ان کی کتب پڑھنے سے واعظ والا اثر انسان پر نہیں پڑتا بلکہ مشاہدہ والا اثر پڑتا ہے۔جس طرح دعا نماز کا مغز ہے اسی طرح انبیاء کی کتب میں نصیحت کا مغز ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ اور اس کے انبیاء کے کلام میں پایا جاتا ہے۔

جلسہ کے موقع پر میں نے بیرونی جماعتوں کے امراء اور پریذیڈنٹوں سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ جنوری کے اندر اندر قرآن کریم کا درس اپنے ہاں دینے کا انتظام کر کے مجھے اطلاع دیں مگر اس وقت تک صرف تین چار جگہ سے اطلاع آئی ہے حالانکہ انجمنوں کی تعداد تین چار سو کے درمیان ہے۔اور جہاں ابھی تک باقاعدہ انجمنیں نہیں وہاں بھی جماعت کی تربیت اور اس کی اصلاح کے لئے انجمنیں بنانی چاہئیں۔اس وقت کئی انجمنیں مالی لحاظ سے بنائی گئی ہیں جن میں دس بیس گاؤں شامل ہوتے ہیں۔بے شک مالی لحاظ سے یہ انجمن رہے لیکن جماعت کی تربیت کے لحاظ سے ہر گاؤں کی الگ انجمن ہونی چاہئے کیونکہ درس کے لئے کئی گاؤں کے لوگ روزانہ ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے اور نہ دوسرے اصلاحی امور کے متعلق نگرانی ہو سکتی ہے۔پس ہر گاؤں میں جہاں احمدی ہوں انجمن ہونی چاہئے میرے خیال میں سو (۱۰۰) کے قریب ایسی انجمنیں ہیں جو کئی کئی گاؤں پر مشتمل ہیں ان کو تربیت کے لحاظ سے اپنا نیا انتظام قائم کرنا چاہئے اور ہر جگہ اپنی انجمن بنائی جائے۔اس انجمن کو مالی معاملات سے تعلق نہ ہو۔مالی صورت پہلے کی طرح ہی رہے مگر درس و تدریس اور جماعت کی تربیت کے لئے ہر جگہ کا اپنا علیحدہ انتظام ہو کیونکہ یہ کام کئی گاؤں کا اکٹھا نہیں ہو سکتا۔جہاں دو آدمی بھی احمدی ہوں وہاں تربیت کے متعلق انتظام کی ضرورت ہے۔اگر جمعہ دو آدمیوں کا ہو سکتا ہے اور ہمارا یہی مذہب ہے کہ ہو سکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ قرآن کریم کا درس اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا درس نہ ہو سکے۔رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے جہاں دو یا دو سے زیادہ مسلمان ہوں وہ جماعت ہیں۔اور جہاں دو مسلمان ہوں وہاں جمعہ کی نماز ہو سکتی ہے۔پس جہاں دو احمدی ہوں وہاں ان کی انجمن بھی ضرور ہونی چاہئے جو اصلاحی کام کرے روزانہ نماز اور جمعہ کی نماز میں یہی فرق ہے کہ جو لوگ فاصلہ پر رہنے کی وجہ سے روزانہ نمازوں میں شامل نہ ہو سکیں وہ جمعہ کے

دن مل کر نماز پڑھ سکتے ہیں اور ہفتہ میں کم از کم ایک دفعہ اکٹھے ہو کر اور آپس میں مل کر پاکیزگی حاصل کر سکتے ہیں۔ یہی حال درس کا ہے اگر روزانہ اس کے لئے لوگ جمع نہ ہو سکیں تو ہفتہ میں ایک بار ہی جمع ہو جایا کریں اور ایک بار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے درس کے لئے اکٹھے ہو جایا کریں اس طرح ہفتہ میں دو بار جمع ہو سکیں گے۔

پس میں ہر جگہ کے سیکرٹریوں' امیروں اور پریذیڈنٹوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ جنوری میں ہی مجھے اطلاع دیں کہ انہوں نے قرآن کریم کے درس اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے درس کے لئے کیا انتظام کیا ہے۔ چاہئے کہ جہاں جہاں امیر مقرر ہوں وہ خود درس دیں اور اگر کوئی نہ دے سکے تو مجھ سے اجازت لے کر کسی اور کو مقرر کیا جائے تا ایسا نہ ہو کہ امراء سستی اور غفلت سے کام لے کر اپنا کام دوسروں پر ڈال دیں۔ ہر شخص کو اپنا فرض آپ ادا کرنا چاہئے۔ مجبوری کی حالت جدا ہوتی ہے مگر خود مجبوری بنا لینا درست نہیں ہے۔ پس امراء اور پریذیڈنٹوں کو چاہئے کہ وہ جلد سے جلد اس بارے میں مجھے اطلاع دیں کہ انہوں نے کام شروع کر دیا ہے یا نہیں اور اگر خود یہ کام نہیں کر سکتے تو لکھیں کہ ان وجوہات سے وہ یہ کام نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد اگر میں مناسب سمجھوں گا تو کوئی دوسرا آدمی درس دینے کے لئے مقرر کر دوں گا۔

یہاں قادیان میں درس اور خطبہ جمعہ تو ہوتا ہے مگر میرے خیال میں ایک نقص ہے اور وہ یہ کہ یہاں محلہ وار کمیٹیاں نہیں ہیں۔ یہاں لوکل انجمن قائم ہے مگر وہ نام کی ہی انجمن ہے کبھی کبھی ہوتی ہے۔ حالانکہ یہاں ایسی انجمن کی بہت زیادہ ضرورت ہے کیونکہ دوسری جگہوں کی نسبت یہاں زیادہ لوگ جمع ہیں۔ پھر باہر کی نسبت یہاں بہت امن ہے اور امن میں شرارت اور فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ یہاں ہر محلہ میں انجمن بنی چاہئے جس کا فرض ہو کہ اپنے محلہ کے لوگوں کی تربیت کرے۔ جو لوگ معاملات میں خرابی پیدا کریں ان کی اصلاح کرے۔ جو نمازوں اور دوسرے دینی کاموں میں سستی کریں ان کی نگرانی کرے۔ اب یہاں باقاعدہ محلے بن گئے ہیں۔ کمیٹی کے لحاظ سے جو میونسپل ایریا مقرر کیا گیا ہے اسی کو محلہ سمجھ کر اس میں علیحدہ انجمن بنائی جائے جس کا ایک امیر ہو اور دو تین اس کے ساتھ سیکرٹری ہوں جو مختلف معاملات کی نگرانی کریں۔ اگر یہاں درس سننے اور جمعہ پڑھنے کا موقع مل جاتا ہے تو اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ کئی اور لوگ بھی درس دیتے ہیں۔ حافظ روشن علی صاحب قرآن اور حدیث پڑھاتے ہیں ان سے

فائدہ اٹھانا چاہئے- پس ہر محلہ میں امیر مقرر ہونے چاہئیں- ان محلوں کے لوگ مشورہ کر کے مجھ سے اجازت لیں اور امیر کے ساتھ دو چار اور آدمی مقرر کریں جو محلہ کے معاملات، اولاد کی تربیت اور دوسرے کاموں کی نگرانی کریں- یہاں چونکہ احمدی جماعت کے طور پر رہتے ہیں اس لئے آپس میں تمدنی اور معاشرتی دباؤ بھی رکھتے ہیں اس لئے معاملات کی اصلاح کرنے میں ایک حد تک آسانی بھی ہے-

میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ بہت سی جماعتیں ابھی ایسی ہیں جنہوں نے تعلیم و تربیت اور تبلیغ کے سیکرٹری مقرر نہیں کئے- چونکہ اس سے بہت نقصان پہنچ رہا ہے اس لئے میں اعلان کرتا ہوں کہ تین ماہ کے اندر اندر اگر تمام جماعتیں اپنے تبلیغ اور تعلیم و تربیت کے سیکرٹری مقرر کر کے متعلقہ دفتر میں اطلاع نہ بھیجیں گی تو پھر ان کے عہدیدار یہاں سے مقرر کئے جائیں گے اور ان کا حق انتخاب چھین لیا جائے گا- آج کل ہندو مسلمان گورنمنٹ سے لڑتے ہیں کہ وہ انہیں انتخاب کا حق نہیں دیتی مگر ہم اپنی جماعت کے لوگوں کو انتخاب کا حق دیتے ہیں اور وہ اسے استعمال نہیں کرتے- پس جو انجمن اب بھی توجہ نہ کرے گی اس کے لئے یہاں سے آدمی مقرر کئے جائیں گے اور انتخاب کا حق چھین لیا جائے گا- کسی کام پر کسی آدمی کو مقرر کرنے سے بہت فائدہ ہوتا ہے- اسے مقرر ہونے پر شرم ہی آجاتی ہے اس لئے وہ کہتا ہے کچھ تو کام دکھاؤ- اور اگر سارا سال وہ کوئی کام نہ کرے تو مجلس شوریٰ سے ایک مہینہ قبل تو ضرور کام کرتا ہے تاکہ مجلس میں کچھ کام پیش کر سکے- اب دیکھو بارہ مہینے بالکل کام نہ کرنا اچھا ہے یا ایک مہینہ کام کرنا اور گیارہ مہینے نہ کرنا اچھا ہے پھر مجلس شوریٰ سے واپس جانے کے بعد ایک مہینہ تک کام کیا جاتا ہے کیونکہ تازہ تازہ جوش ہوتا ہے- اسی طرح جلسہ سالانہ سے ایک مہینہ قبل اور ایک مہینہ بعد بھی وہ لوگ کام کرتے ہیں جو عام طور پر سستی دکھاتے ہیں- اگر ایسے لوگوں کی تربیت ہوتی رہے تو وہ زیادہ کام کرنے لگ جائیں گے- پس ہر جماعت میں کام کرنے کے ذمہ دار لوگ ہونے چاہئیں- اس کے لئے میں اعلان کرتا ہوں کہ تین ماہ کے اندر اندر ہر ایک جماعت اپنا تبلیغ اور تعلیم و تربیت کا سیکرٹری مقرر کر کے اطلاع دے ورنہ یہاں سے مقرر کئے جائیں گے اور ان کا انتخاب کا حق چھین لیا جائے گا جس پر شکوہ و شکایت کا انہیں کوئی حق نہ ہوگا-

(الفضل ۲۰/ جنوری ۱۹۲۸ء)